کوئی ایک ''گشت'' تو ایسا نکلے

اوریا مقبول جان

عصر کی نماز کے بعد یا مغرب کی نماز سے ذرا پہلے گھروں کے دروازوں پر دستک دیتے قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی طرح کے چہرے جن کے ماتھوں پر محراب، سر پر عمامہ، ٹوپی یا رومال، لباس کی وضع قطع شریعت کے قواعد وضوابط کے مطابق اور گفتگو میں تحمل پایا جاتا ہے، آپ کو یقیناً نظر آتے ہوں گے۔ اپنے لڑکپن سے آج تک میں دین کی محنت میں لگے ہوئے لوگوں کو دیکھتا آرہا ہوں۔ آپ، چاہے ناگواری کا اظہار کریں، تمسخر اڑائیں یا توجہ سے بات نہ سنیں ان کی جبین پر شکن تک نہیں آتی۔ یہ لوگ بلا کے ہیں ایسے لگتا ہے ان کو اپنے پڑوس کی، شہر کی، ملک کی بلکہ پوری دنیا کے عوام کی فکر کھائے جارہی ہے۔ ان کا تردد ان کو جہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ یہ اپنی محنت سے اور مسلسل گفتگو سے چند لوگوں کو قائل کر لیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ اس بیان میں شریک ہوں جو مسجد میں عموماً مغرب کی نماز کے بعد منعقد ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے ایسے ہی چند مزید گروہ گلیوں اور محلوں میں نکل جاتے ہیں۔ اپنی اسی تگ ودو اور محنت کو یہ لوگ ''گشت'' کہتے ہیں۔ یہ گشت صرف اپنی گلی یا محلے تک محدود نہیں رہتا بلکہ ملکوں ملکوں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی زندگیوں کی ظاہری آب وتاب ایسے لگتی ہے جیسے عبادت کے تمام سلیقے ان کو ازبر ہیں۔ آدابِ نماز سے لے کر روزہ، تراویح اور اعتکاف سب اس انہماک سے ادا کرتے ہیں کہ ان پر رشک آتا ہے۔ ان کی گفتگو آخرت کے خوف سے پر اور جنت کی لذتوں سے آراستہ ہوتی ہے۔ یہ کسی بھی ادارے میں کام کر رہے ہیں یا کسی کاروبار کی اساس ان کے ہاتھ میں، ان کا رنگ ڈھنگ دور سے پہچانا جاتا ہے لوگ ان سے محبت بے شک نہ کریں لیکن نفرت نہیں کرتے۔ ایک طویل عرصے تک یہ ''گشت'' صرف ایک گروہ تک محدود تھا لیکن اب ایسے ہی گشت کچھ اور لوگوں نے بھی اختیار کر لیے اور اب میرے ملک میں لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے بے چین لوگ جا بجا نظر آئیں گے۔ مجھے ان لوگوں کی بود وباش، فقر وغنا اور سینے کی تڑپ اچھی لگتی ہے۔ یہ لوگ کتنے دردمند ہیں کہ دوسرے کی آخرت بچانے کے لیے بے چین ومضطرب ہیں لیکن میں اس سارے پس منظر میں ایک عجیب وغریب بات، سوچتا رہتا ہوں اور پھر ان سوچوں کے بھنور سے نکل نہیں پاتا۔ یہ لوگ جس مملکتِ خداداد پاکستان کی گلیوں اور محلوں میں خدائے واحد کا فرمان لیے گھوم رہے ہوتے ہیں وہاں ۱۴ کروڑ کی آبادی میں ۵ کروڑ کے قریب ایسے گھرانے بھی آباد ہیں جنھیں اتنا بھی رزق میسر نہیں کہ ان کی زندگی کی گاڑی چل سکے۔ یہ لوگ ہوسکتا ہے کسی ایسے دروازے پر دستک دے دیں جہاں ماں نے بچوں کو پانی میں نمک مرچ گھول کر

سوکھی روٹی کے ساتھ پیٹ بھر کر سلایا ہو اور باپ اس فکر میں غلطاں ہو کر کل اس گھر میں پیٹ کے ایندھن کا سامان کہاں سے آئے گا۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے راہ چلتے ایک ایسے شخص کو روکا ہو کہ جو دن رات دہاڑی اور مزدوری کے اڈے پر ہر رکتی ہوئی کار کے پاس التجا والے چہرے کے ساتھ لپکا ہو لیکن دن کا سورج ڈھلنے تک اسے مزدوری کے لیے کوئی اپنے ساتھ نہ لے کر گیا۔ بوجھل قدموں سے یہ شخص اپنے گھر کی سمت کس پریشانی کے عالم میں لوٹ رہا ہوگا۔ ان بندگان خدا کی دستک ایسے دروازے پر بھی ہو سکتی ہے جہاں چند دن پہلے کسی باپ نے بازار سے زہر خریدا اور بھوک سے بے تاب، کھانے کی آرزو میں تڑپتے بچوں کی خوراک میں ڈالا اور پھر ان کے ساتھ کھانا کھا کر موت کی نیند سو گیا۔ یہ کسی بیروزگار نوجوان کسی بے کس، محروم اور بے آسرا کے سامنے بھی اپنی بات بیان کرتے ہوں گے۔ یہ اس باپ کے سامنے بھی جاتے ہوں گے جس نے رزق حلال سے اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ہو لیکن وہ روزگار سے اس لیے محروم رہے کہ ان کی رسائی کسی سیاستدان، کسی جرنیل یا کسی اعلیٰ افسر کی دہلیز تک نہ تھی اور آج ان کو غربت و افلاس کی زندگی میں صرف سفارش اور رشوت کے خلاف بددعائیں ہی یاد آتی ہوں گی۔ انہی خیالوں میں گم میں ایک محفل میں جا نکلا جہاں ایسا ہی شخص لوگوں کو ترغیب دے رہا تھا کہ کیا تم نے کبھی جا کر دیکھا کہ تمہارا پڑوسی نماز پڑھتا ہے کہ نہیں۔ وہ جہنم کی آگ کی طرف جا رہا ہے اور تم اسے بچانے کے لیے کیوں نہیں دوڑتے۔ میں سر سے پاؤں تک کانپ گیا اور مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث یاد آنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے سات خندق دور فرما دیتا ہے دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بھوکے کو کھانا کھلانا مغفرت واجب کرنے والے اعمال میں سے ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ سے فرمایا ''جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے تو جب تک پہننے والے کے بدن پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی رہتا ہے پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔'' ایک جگہ فرمایا ''مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آگ سے بچنے کی کوشش کرو چاہے آدھی کھجور ہی دے کر کرو''۔

میں خواب دیکھنے والا شخص ہوں۔ خواب دیکھتا رہتا ہوں کہ شاید ایک دن ایک ایسا ''گشت'' بھی نکلے گا۔ اپنے کندھوں پر اپنا مال و دولت لادے ہوئے اور مسجدوں کے دروازے سے نکل کر گھروں پر دستک دیں گے۔ ہے کوئی بھوکا، ہے کوئی نادار، ہے کوئی مسکین، ہم سے کھانا کھا لو، ہماری پوشاک پہن لو...... کوئی ایک گشت تو ایسا نکلے۔ ☆☆☆

یہ تکبر ہے

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا مذاق اڑانے اور انہیں حقیر سمجھنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تکبر یہ ہے کہ حق بات کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔'' اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنا حرام ہے، کیوں کہ جسے حقیر سمجھا جاتا ہے، ممکن ہے اللہ کے نزدیک اس کا مقام اس حقیر سمجھنے والے سے زیادہ ہو۔'' ﴿ابن کثیر﴾